سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۹

والدین اور مشائخ کا ادب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۳۹

والدین اور مشائخ کا ادب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : والدین اور مشائخ کا ادب

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخِ وعظ : ۲۱ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۸۲ء بروز جمعۃ المبارک

مرتب : جناب سید عمران فیصل صاحب (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخِ اشاعت : ۵ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

والدین اور مشائخ کا ادب

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۱۰۲﴾[1]

ایمان پر خاتمے کے لیے خدائی فرمان

میرے دوستو اور بزرگو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اپنی جان کو اللہ کے پاس پیش مت کرو مگر اس حالت میں کہ تم کامل فرماں بردار ہو جاؤ، کامل مسلمان ہو جاؤ۔ اَلۡمُطۡلَقُ اِذَا اُطۡلِقَ یُرَادُ بِہِ الۡفَرۡدُ الۡکَامِلُ مطلب یہ کہ کامل مسلمان بن کر اللہ کے سامنے پیش ہو وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تمہاری نماز، تمہارے روزے اور تمہارے سارے اعمال کی فائل درست ہو چکی ہو یعنی اگر نماز روزے قضا ہو گئے ہوں تو جلد از جلد ان کو ادا کر لیں، حج فرض ہے تو اسے ادا کریں، زکوٰۃ فرض ہے تو اس کی ادائیگی کریں غرض جتنے فرائض اور واجبات آپ کے ذمہ ہیں جلد از جلد ان کو ادا کر لیں۔ اسی طرح ہر صوبے کی تمام دستاویزات درست کر لیں مثلاً آنکھوں کے صوبے میں امن ہو، کانوں کے صوبے میں امن ہو، کان سے اگر گانے سنے ہوں تو توبہ وغیرہ کر کے اپنی فائل درست کر لیں، آنکھوں سے بدنگاہی ہوئی ہے تو آنکھوں کے اعمال کو صحیح کر لیں، اللہ سے معاملہ صاف کر لیں۔

[1] اٰل عمرٰن: ۱۰۲

غیبت کی تلافی کا نسخہ

زبان سے کوئی خطا ہوگئی ہو مثلاً غیبت یعنی لوگوں کی برائی کی ہو تو ان سب سے اور اللہ سے معافی مانگ لیں اور جن بندوں کی غیبت کی ہے اگر ان کو اطلاع نہیں ہوئی ہے تو ان کے لیے استغفار کرلیں اور ان کو کچھ ذکر و تلاوت کرکے ثواب پہنچادیں۔ لیکن جن کے سامنے غیبت کی ہے، ان کے سامنے اپنی تکذیب کردیں کہ میں نے ان صاحب کی غلط برائی کی ہے، میں مجرم ہوں، آیندہ سے میں نے توبہ کرلی۔ لیکن اگر اس شخص کو جس کی آپ نے غیبت کی ہے اس کی اطلاع ہوچکی ہے تو اب اس سے معافی مانگنا فرض ہے اور اگر وہ انتقال کرگیا ہے تو اس کے نام پر کچھ رقم صدقہ کردو، قرآن پاک پڑھ پڑھ کر ثواب بخشو۔ ان شاء اللہ قیامت کے دن امید ہے اس کو رحم آجائے گا کہ اس نے ہم کو کافی خیر اور بھلائی کا اسٹاک دے دیا ہے لٰہذا اس کو معاف کردو۔

بیان القرآن میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خاص بات بیان فرما کر میرے علم میں اضافہ فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص کی غیبت کی گئی ہے اور اس کو پتا نہیں ہے تو اس سے معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کو کچھ پڑھ کر ثواب بخش دیا جائے لیکن جن لوگوں کے سامنے غیبت کی گئی ہے ان کے سامنے جاکر اپنی تکذیب کرنا بھی واجب ہے کہ میں جھوٹا ہوں، میں نے بلاوجہ ان کی برائی بیان کی ہے۔

غرض یہ کہ تمام اعضاء کے اعمال درست کرلو کیوں کہ اگر آج اللہ سے معافی مانگ کر معاملہ صحیح نہیں کیا تو کل قیامت کے دن سارے اعضاء بولیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے فلاں فلاں گناہ کیا، قیامت کے دن سارے اعضاء بولیں گے۔

سورۂ یٰس شریف میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ [۲] اللہ زبان پر مہر لگادے گا اور آنکھیں بولیں گی کہ یہ ہم کو سینما دکھاتا تھا، عورتوں کو، لڑکوں کو بری نظر سے گھورتا تھا۔ زبان بولے گی کہ جھوٹ بولتا اور غیبت کرتا تھا، دوسروں کی برائی بیان

۲؎ یٰس: ۶۵

کرتا تھا، ماں باپ کو گالیاں دیتا تھا، انہیں جھڑکتا تھا۔

والدین کو ستانے کا وبال دنیا ہی میں آجاتا ہے

جن کے لیے اللہ نے فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ فرمایا ہو کہ ماں باپ کو اُف بھی نہ کہا کرو، گالیاں دینا تو دور کی بات ہے انہیں اُف بھی نہ کہو وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا [۳] اور ان کو جھڑکنا بھی مت۔ آج ماں باپ کو جھڑکنے کا رواج چل نکلا ہے کہ جب بیٹا جوان ہو گیا اور باپ بڈھا ہو گیا تو جوان بیٹا کہتا ہے ارے ابّا کیا ٹرٹر لگائے رہتے ہو چپ ہو کر ایک طرف بیٹھو، کچھ نہ کمانا مفت میں کھانا۔ ابّا کمزور ہو گئے تو بیٹا کیا کہتا ہے؟ کماتے کچھ نہیں مفت میں کھاتے ہو اور ٹرٹر بھی کرتے ہو، چپ چاپ پڑے رہو، نہیں تو ناشتہ بھی بند کر دوں گا۔ اور اپنے بچپن کا زمانہ بھول جاتا ہے کہ جب ایک فٹ کا تھا تو باپ کما کما کر پسینے بہا کر لاتا تھا، اگر اس وقت ابّا بھی کہتا کہ پڑا پڑا کھاتا ہے اور ہگتا ہے، ابھی تیرا کھانا پانی بند کرتا ہوں۔ تو پھر کیا ہوتا؟ کیا یہی ماں باپ کے حقوق ہیں؟ آج ماں باپ کے معاملے میں جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں وہ تو آپ جانتے ہی ہیں کہ کسی بات پر اگر ابّا نے ذرا سخت لہجے میں کچھ کہہ دیا تو اولاد نے فوراً بدتمیزی سے جواب دیا۔ اللہ پاک نے والدین کا حق اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا ہے اُشۡكُرۡ لِيۡ وَلِوَالِدَيۡكَ [۴] اللہ نے عطف فرمایا اور اُشۡكُرۡ لِيۡ میں یا متکلم استعمال فرمایا اُشۡكُرۡ لِيۡ میرا شکریہ ادا کیا کرو اور وَلِوَالِدَيۡكَ اور اپنے ماں باپ کا بھی شکریہ ادا کرو۔ شکر کے کیا معنیٰ ہیں؟ نعمت کی قدردانی اور نعمت دینے والے کا کہنا ماننا اور اس کا فرماں بردار رہنا۔ آج ماں باپ کا دل دُکھا رہے ہیں، ماں باپ سے بدتمیزی کر رہے ہیں، ماں باپ ناراض ہیں مگر معافی مانگنے کی توفیق نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ موت نہ آئے گی جب تک کہ ان کی اولاد سے بھی ان کو یہ عذاب نہ مل جائے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پیش کرتا ہے اختر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی کا وبال دنیا ہی میں آجاتا ہے۔ [۵]

۳؎ بنی اسرآءیل: ۲۳

۴؎ لقمان: ۱۴

۵؎ المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ۴/۱۵۶، کتاب البر والصلة، دار المعرفة، بیروت

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک لڑکے نے اپنے باپ کی گردن میں رسی باندھی اور ایک درخت تک گھسیٹ کر لے گیا، جب درخت تک پہنچا تو اس کے ابّا نے کہا کہ بیٹا اب آگے مت کھینچنا، میرے گھر سے درخت تک گھسیٹ کر لایا ہے اب اور نہ کھینچنا ورنہ تو ظالم ہو جائے گا۔ تو بیٹا کہتا ہے کہ ابھی یہاں تک جو کھینچ کر لایا ہوں تو کیا ابھی ظالم نہیں ہوا ہوں؟ تو باپ نے کہا کہ نہیں ابھی تم ظالم نہیں ہو کیوں کہ میں نے بھی اپنے ابّا کو یہاں تک کھینچا تھا، جب میں جوان تھا تو اپنے ابّا کی گردن میں رسی باندھ کر اسی درخت تک میں نے بھی کھینچا تھا، اب میں بڈھا ہو گیا ہوں تو جو بدلہ مجھے ملنا تھا وہ مجھے مل گیا۔

والدین سے معافی مانگنے میں دیر نہ کریں

جو شخص آج اپنے ماں باپ سے معافی مانگنے میں تاخیر کرتا ہے کل جب وہ اپنی اولاد سے ناراض ہو گا تو اس کی اولاد بھی اسے غم میں گھلائے گی اور دیر سے معافی مانگے گی، جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ اور جس نے اپنے بڑوں کو خوش رکھا، اپنے ماں باپ کو، استاد کو اور شیخ کو۔ تو یقین جانیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں بھی خوشیاں دکھائیں۔ جنھوں نے ادب کا راستہ پکڑا، بڑوں کا ادب رکھا اور ان کا دل نہ دُکھایا، اللہ نے ان کی دنیا کو بھی نہایت باعزت رکھا۔ دنیا میں جو کچھ نعمتیں ملتی ہیں وہ اپنے بڑوں کے ادب سے ملتی ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اے خدا جوئیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم مند از فضلِ رب

اے خدا میں آپ سے ادب کی توفیق مانگتا ہوں کیوں کہ بے ادب آپ کے فضل سے محروم ہو جاتا ہے۔ بے ادبی سے انسان اللہ کے فضل سے محروم ہو جاتا ہے، بے ادبی میں بدگمانی بھی داخل ہے، وہ باطنی بے ادبی ہے۔

اللہ والوں کے پاس کیا ملتا ہے؟

ایک بات یاد آگئی کہ ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ اہل اللہ کے پاس کیا ملتا ہے؟

چوں کہ اس وقت خانقاہ میں تین آدمی چالیس چالیس دن کے لیے آئے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک صاحب ایم ایس سی بھی ہیں۔ تو دل میں یہ بات آئی کہ اگر اللہ والوں کی تقریریں یہ اپ ٹو ڈیٹ لوگ سن لیں جن کو اپنی سائنس کی قابلیت پر ناز ہے تو ان کے اپ ٹو ڈیٹ ہونے کی ڈیٹ ایکسپائر ہو جائے گی یعنی ان کو اپنی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ میری انگریزی سن کر بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ میں انگریزی پڑھا ہوا ہوں، میں انگریزی وغیرہ کچھ نہیں جانتا، وقت پر اللہ میاں دل میں بات ڈال دیتے ہیں۔ میں نے ٹنڈو جام میں ایک مسٹر سے کہا کہ مسٹر اگر کسی اللہ والے کے پاس رہے تو اس کی ٹر مس ہو جائے گی یعنی اکڑ فوں اور تکبر نکل جائے گا، ان شاء اللہ۔ وہ صاحب کہنے لگے کہ یہ مولانا تو انگریزی زبان بھی استعمال کرتے ہیں۔ بس اللہ پاک وقت پر سامعین کی تربیت کے لیے عنوانات عطا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب باتیں دل میں آتی ہیں۔

تو جب مجھ سے پوچھا گیا کہ خانقاہوں میں کیا ملتا ہے؟ اللہ والوں سے کیا ملتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ایک جواب عطا فرمایا کہ نبوت کا ایک ظاہر ہے جس کو میں ظاہری اعمالِ نبوت سے تعبیر کرتا ہوں، یہ ظاہری اعمالِ نبوت کتابوں سے حاصل ہو جاتے ہیں، آپ قدوری سے لے کر کنز الدقائق، شرح وقایہ، ہدایہ اور شامی تک فقہ کی ساری کتابوں سے ظاہری اعمالِ نبوت کو حاصل کر لیں گے کہ اشراق کی کتنی رکعات ہیں، مغرب میں کتنی رکعات ہیں، نمازِ عید کی کتنی رکعات ہیں، تراویح میں کتنی رکعات ہیں، لیکن باطنی اعمالِ نبوت جو قلب کا عمل ہے اس کا تعلق باطن سے ہوتا ہے اور یہ اہل اللہ کی صحبتوں سے ملتا ہے بلکہ ظاہری اعمال پر عمل کی توفیق بھی اہل اللہ کی صحبتوں سے ملتی ہے۔ نبیوں کے قلوب میں جو باطنی نعمتیں اور باطنی اعمال ہیں وہ اہل اللہ کی صحبت سے عطا ہوں گے۔ نبوت کے باطنی اعمال میں تسلیم و رضا، تواضع، شکر اور صبر وغیرہ جیسی نعمتیں ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تواضع

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی پر بیٹھے مکہ شریف میں فاتحانہ داخل ہو رہے ہیں مگر سر جھکائے ہوئے ہیں، اللہ کی عظمت سامنے ہے، اللہ کی بڑائی

اور عظمت کے سامنے جھکتے جھکتے آپ کی پیشانی مبارک اونٹنی کے کجاوہ سے لگ رہی تھی۔

ایک کافر انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ دنیا میں ایسا فاتح اور ایسا حکمران جو مفتوحہ علاقے میں جہاں پر وہ سالہا سال مظلوم رہا ہو، جس کا خون بہانے کے لیے میٹنگیں ہوتی ہوں اور جس کے خون کے پیاسوں نے طرح طرح سے ستایا ہو یہاں تک کہ اسے وطن سے بے وطن کرنے پر مجبور کر دیا ہو اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ دیکھ دیکھ کر یہ کہتے ہوئے مکہ چھوڑ رہے ہوں کہ اے مکہ تو مجھے بے حد عزیز تھا کہ تو میرے اللہ کا شہر ہے اور کعبہ تیرے اندر ہے لیکن آج میری قوم کے مظالم کی مسلسل بارشوں نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں بے وطن ہو رہا ہوں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وطن میں اس طرح فاتحانہ واپس آئے کہ انگریز کافر کے قلم سے یہ بات تحریر ہوتی ہے کہ میں نے تاریخ میں کسی حکمران کو اتنی عبدیت اور بندگی کے ساتھ اور اتنی تواضع اور فنائیت کے ساتھ داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اللہ کی عظمت اور بڑائی کے سامنے جھکتے جھکتے جس کی پیشانی اونٹنی کے کجاوہ سے لگ جائے۔ وہ انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ کوئی بادشاہ ایسا نہیں کر سکتا، یہ کام نبی ہی کر سکتا ہے جس کے سامنے اللہ کی عظمت ہو، جس کے سامنے آسمانوں کے حجابات نہ ہوں، جسے خدا بغیر آسمان کے نظر آرہا ہو وہی ایسی فاتحانہ حالت میں اس طریقے سے ادب کے ساتھ داخل ہو سکتا ہے کہ بندگی کے ادب کا زاویہ قائمہ ایک اشاریہ بھی ادھر ادھر نہ ہو۔

بدون صحبت محض کتب بینی گمراہ کر سکتی ہے

حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا یوسف صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستی نظام الدین کے نائب اور خلیفہ تھے وہ لکھتے ہیں کہ اگر صرف کتابوں کے علم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صحیح نیابت اور اتباع نصیب ہوتی اور امّت صحیح معنوں میں امّت بنتی، تو پھر ابوالفضل اور فیضی جنہوں نے سارے علماء کی تفسیریں پڑھ رکھی تھیں گمراہ نہ ہوتے کیوں کہ اکبر بادشاہ کو گمراہ کرنے والے ابو الفضل اور فیضی ہی تھے جنہوں نے نقدی سکوں اور حقیر دنیا کے لیے بد دینی اور منافقت کر کے اسے گمراہی میں مبتلا کیا اور اس سے ”دینِ الٰہی“ کے نام سے اسلام کے متوازی ایک نیا دین نافذ کرایا۔ کیوں صاحب!

ان کو درسیات نے خود نیک بننے اور دوسروں کو نیک بنانے کے مقام سے کیوں ہٹایا؟ کیوں کہ وہ اللہ والوں کے صحبت یافتہ نہیں تھے، اہل اللہ کی صحبت سے ایمان ان کے قلوب میں نہیں اترا تھا۔ دیکھا آپ نے کہ محض درسیات پڑھنے سے کیا ہوا؟

عبادت سے اصلاح نہیں ہوتی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو عبادت کرتے ہیں ہمیں اللہ والوں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے؟ مولانا یوسف صاحب کاندھلوی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن ملجم نہایت تسبیح اور نوافل پڑھنے والا تھا یہاں تک کہ جب قتلِ علی رضی اللہ عنہ کے جرم میں اس کو پکڑا گیا اور صحابہ نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے یہ درخواست کی کہ میرے سارے جسم کے ٹکڑے کر دو لیکن زبان کو نہ کاٹو تاکہ میں اللہ کا ذکر کرتا ہوا اللہ کے پاس جاؤں۔ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا یوسف صاحب لکھتے ہیں کہ اگر عبادت سے امّت بنتی تو اتنی عبادت اور تسبیح کا شوق رکھنے والا کہ مرتے وقت بھی کہہ رہا ہے کہ میری زبان نہ کاٹو تاکہ میں اللہ کا نام لیتا ہوا اللہ کے پاس جاؤں، ایسا شخص کیوں گمراہ ہوا؟ معلوم ہوا کہ امّت بنتی ہے صحبت سے، جب تک اہل اللہ کی صحبت نہیں ملتی اس وقت تک علماء کو بھی صحیح معنوں میں ایمان و یقین کا اعلیٰ مقام ملنا ناممکن ہے، آپ تجربہ کر کے دیکھ لیں۔

صحبت یافتہ اور غیر صحبت یافتہ عالم میں فرق

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب دعویٰ کے ساتھ فرماتے ہیں کہ اللہ کے بھروسے پر میرا دعویٰ ہے کہ دو عالم میرے سامنے لاؤ، ایک اہل اللہ کا صحبت یافتہ ہو اور ایک صحبت یافتہ نہ ہو، اور مجھے نہ بتاؤ، میرے وطن کا بھی نہ ہو، کہیں دور سے لاؤ تاکہ میں قیاس بھی نہ کر سکوں، لیکن پانچ منٹ میں بتادوں گا کہ یہ بزرگوں کا صحبت یافتہ ہے اور دوسرے شخص کو خالی کتب بینی حاصل ہے، یہ کسی اللہ والے کی صحبت سے آشنا نہیں ہے۔ اور یہ کیسے معلوم ہوگا؟ جو مولوی صحبت یافتہ نہ ہوگا اس کے لب و لہجہ میں، اس کے نشیب و فراز میں، اس کے اٹھنے بیٹھنے میں، چلنے میں، چال میں، رفتار میں اور گفتار میں نفس

کے اثرات محسوس ہوں گے، نفس کی جھلکیاں ہوں گی۔ کہیں عُجب کی، کہیں کبر کی، کہیں مسلمان کی تحقیر کی اور جو اہل اللہ کے صحبت یافتہ ہیں ان کے اندر آپ تواضع اور اکرامِ مومن کی شان پائیں گے۔

دین کی روح حاصل کرنے کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جب بخاری شریف کا دورہ ختم فرمایا تو ان کے شاگرد رشید مولانا عبد اللہ شجاع آبادی بھی اس سال فارغ ہوئے تھے وہ خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ جب میری بخاری ختم ہوئی تو حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے درد بھرے دل سے، اشکبار آنکھوں سے نصیحت فرمائی کہ اے میرے بخاری ختم کرنے والے دوستو! تم نے بخاری شریف تو ختم کرلی لیکن اب کسی اللہ والے کی صحبت بھی اٹھالینا تاکہ بخاری شریف کی روح حاصل ہوجائے، جب تک کسی اللہ والے کی جوتیاں نہ اٹھاؤ گے حدیث کی حقیقت کو نہ پاؤ گے۔ اور اسی وقت جوش میں فرمایا کہ اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک کے ذرّات سلاطین کے تاج کے موتیوں سے افضل ہیں۔ یہ قول کس کا ہے؟ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا جو علم کا چلتا پھرتا کتب خانہ تھے، اتنا قوی حافظہ تھا کہ جس کتاب کو ایک مرتبہ دیکھ لیتے تھے وہ ساری زندگی لفظ بہ لفظ یاد رہتی تھی۔ توضیح تلویح اور ہدایہ جیسی تمام بڑی بڑی کتابیں سب زبانی یاد تھیں کہ جہاں سے چاہو سن لو، مگر اس علم پر ناز نہیں کیا۔

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بخاری پڑھنے پڑھانے کا مزہ تب ہے جب طالب علم بھی صاحبِ نسبت ہو اور پڑھانے والا بھی صاحبِ نسبت ہو یعنی اللہ کے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دونوں سرشار ہوں، دونوں کو نسبت مع اللہ حاصل ہو پھر پڑھنے پڑھانے کا مزہ آئے گا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی ہے کہ میں طالب علموں سے گزارش کرتا ہوں کہ محض پڑھنے پڑھانے پر ناز نہ کرنا کیوں کہ اس کا نفع موقوف ہے اہل اللہ کی صحبت پر، تمہارے علم کا نفع لازم اور نفع متعدی دونوں موقوف ہیں، خود تم اپنے علم سے اپنی ذات کو نفع نہیں پہنچاسکتے جب تک اللہ والوں کی صحبت نہ اٹھالو۔ دوسروں کو نفع پہنچانے کا مقام

اسی وقت ملے گا جبکہ خود صحبت یافتہ ہو۔

اللہ کا کتنا خوف مطلوب ہے؟

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ میں کہرام مچ گیا، روتے روتے ان کی ہچکیاں بندھ گئیں اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اللہ سے کتنا ڈریں کہ ڈرنے کا حق ادا ہو جائے؟ اس آیت سے تو ہمارے قلوب میں زلزلہ پیدا ہو گیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی یہ بے چینی اور پریشانی دیکھی تو ان کو رحم آگیا اور دوسری آیت نازل فرمائی فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ [٦] اللہ سے اتنا ڈرو جتنی تمہاری طاقت ہو۔ اتنا نہ ڈرو کہ ہارٹ فیل ہو جائے، دل کی بیماری ہو جائے اور بال بچوں کے کام کے نہ رہو، دفتر بھی نہ جاسکو، خوف طاری ہے، بستر پر پڑے ہوئے ہیں، نبض ڈوب رہی ہے۔

اللہ کا کتنا خوف مطلوب ہے؟ اللہ سے کتنا ڈرنا چاہیے؟ اس تھرمامیٹر کی ڈگری کو، خوف کی اس ڈگری کی تھرمامیٹر سے پیمائش کا اندازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگ کر متعین فرمادیا:

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ [٧]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ میں آپ سے آپ کا اتنا خوف مانگتا ہوں جو میرے اور آپ کی نافرمانی میں حائل ہو جائے۔ یعنی اتنا خوف مطلوب ہے جس سے ہم گناہ نہ کرسکیں، گناہ کرتے وقت ہمیں ایسا معلوم ہو کہ کوئی فوجی بندوق لیے کھڑا ہے، اگر گناہ کیا تو گولی ماردے گا۔ اللہ کی طاقت کو اس فوجی کی طاقت سے زیادہ سمجھو، فوجی تو رشوت لے سکتا ہے، اگر دس ہزار روپے دے کر بدنگاہی کرلی تو گولی نہیں مارے گا لیکن اللہ آسمان سے دیکھ رہا

٦ التغابن:١٦

٧ جامع الترمذی:۱۸۸/۲،باب من ابواب الدعوات،ایچ ایم سعید

ہے، خدا کی بے شمار آنکھیں آپ کو دیکھ رہی ہیں، فوجی تو دو آنکھوں سے دیکھے گا اور اللہ کی ذات غیر محدود ہے وہ غیر محدود آنکھوں سے تمہیں دیکھ رہا ہے کہ تم بد نگاہی کر رہے ہو، کسی کو گھور رہے ہو اور یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ[۸] کی آیت کو فراموش کر رہے ہو۔

مراقبہ برائے استحضارِ حق

اللہ سے ڈرنے کا اتنا مراقبہ کرو، اللہ والوں کی اتنی صحبت اٹھاؤ کہ تمہیں ایسا یقین حاصل ہو جائے کہ ہر طرف اللہ نظر آئے، آسمان میں اللہ کی آنکھیں نظر آئیں، ان شاء اللہ پھر گناہ سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک شیخ نے دو مریدوں کا امتحان لیا، فرمایا کہ جاؤ اس کبوتر کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو۔ ایک مرید جنگل گیا، جب دیکھا کہ یہاں کوئی نہیں ہے تو ذبح کر کے لے آیا اور کہا کہ میں نے ایسی جگہ ذبح کیا ہے جہاں کوئی نہیں تھا۔ دوسرا مرید بھی گیا مگر کبوتر واپس لے آیا اور کہا کہ حضرت! جہاں جاتا ہوں وہاں اللہ دیکھ رہا ہے اور آپ نے کہا تھا کہ کوئی نہ دیکھتا ہو مگر اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ فرمایا کہ تم پاس ہو گئے، تم صاحبِ نسبت ہو گئے، تمہیں خلافت دیتا ہوں۔ اور دوسرے سے فرمایا کہ تم ابھی کچے ہو، تمہارے ایمان کی بریانی ابھی کچی ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مراقبہ کا نام اَلَمۡ یَعۡلَمۡ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی[۹] رکھا ہے کہ کیا بندہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آدمی دو تین منٹ آنکھ بند کر کے سوچ لے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ایسا استحضار حاصل ہو جائے گا کہ ہر جگہ ایسا ہی محسوس ہو گا کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

دل کی خرابی موقوف ہے نگاہ کی خرابی پر

تو میں عرض کر رہا تھا کہ مرنے سے پہلے پہلے اپنے اعضاء کا ریکارڈ اور فائل ٹھیک کر لو کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ اس حالت میں نہ مرنا کہ

۸؎ النور: ۳۰

۹؎ العلق: ۱۴

تم نافرمانی میں ملوث ہو، تمہاری آنکھیں اور کان کسی گناہ میں ملوث ہوں، تم پورے پورے فرماں بردار بن کر ہمارے پاس آؤ گے تو انعام پاؤ گے اور اگر گڑبڑ والا معاملہ ہوا تو گڑبڑ ہو گی۔

کوئی شخص آنکھوں کا مجرم ہے تو آنکھوں کے بعد دل بھی مجرم ہو جاتا ہے، آنکھوں سے جو دل میں آیا اب دل بھی اس کا تصور کرتا ہے لہٰذا دل بھی مجرم ہو گیا، آنکھوں کا جرم لازم کرتا ہے دل کے جرم کو، یہ لازم و ملزوم ہے، جس کی آنکھیں خراب ہوئیں اس کا دل بھی خراب ہو گا۔ یاد رکھو دل اللہ کا گھر ہے، اللہ کا گھر گندا کرو گے تو اللہ اس گھر میں نہیں آئیں گے۔ بدنظری بہت بڑا گناہ ہے، اسے معمولی گناہ نہ سمجھو۔

حکیم الامت نے بدنگاہی کا ایک عذاب یہ بیان فرمایا ہے کہ بدنگاہی سے دنیا میں ایک عذاب تو فوراً ملتا ہے کہ اللہ اپنی عبادت کی مٹھاس اس سے چھین لیتا ہے۔ جو شخص بدنگاہی کا عادی ہوتا ہے، بدنگاہی کر کے ذکر اللہ، تلاوت یا کوئی بھی عبادت کرو مزہ نہیں پاؤ گے، اللہ اس گناہ کے وبال سے اپنی عبادت کی مٹھاس چھین لیتا ہے اور اس گناہ کا ایک اور عذاب دنیا میں فوراً ملتا ہے جس کے بارے میں علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو بصارت کو غلط استعمال کرتا ہے اس کی بصیرت بھی خراب ہو جاتی ہے، اس کی دینی فہم بھی خراب ہو جاتی ہے، اس میں پاگل پن اور بے وقوفیاں بڑھ جاتی ہیں۔ دنیاوی کاموں میں بھی بے وقوفیاں کرے گا اور آخرت کے کاموں میں بھی بے وقوفیاں کرے گا اور جو بصارت کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ اس کی بصیرت کو بڑھا دیتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ ہر نیکی کی ایک جزا دنیا میں فوراً ملتی ہے اور ہر برائی کی ایک سزا دنیا میں فوراً ملتی ہے۔ اگر تم سے ایک گناہ ہو گیا تو فوراً کوئی اور گناہ بھی ہو گا، اگر ایک گناہ کر لیا تو دوسرا گناہ لازمی ہے۔ تجربہ کر لو، یہ سزا ہے، اس گناہ کی سزا میں تم سے ایک گناہ مزید ہو گا، چاہے ایک دن میں ہو یا دو دن میں کیوں کہ مادۂ گناہ میں شدت ہو گی، تقاضائے گناہ شدید ہو جائے گا۔ حالاں کہ شیطان نے کان میں کہا تھا کہ اگر یہ گناہ کر لو تو دل میں تسلی آجائے گی پھر اس کو نہ کرنا، ایک ہی دفعہ پیٹ بھر کے کر لو۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے نجاست کو پیشاب سے دھو رہا ہے۔ تو کیا پاک ہو جائے گا؟ جو گناہ کے تقاضے کو گناہ سے مٹانا چاہتا ہے کہ یہ گناہ کر لو تاکہ گناہ کرنے کا تقاضا ختم ہو جائے تو وہ بے وقوف ہے، آگ کو آگ سے بجھا رہا ہے، گناہ آگ ہے،

عذاب الٰہی ہے، یہ آگ کو آگ سے بجھا رہا ہے، کتنا بڑا احمق ہے، اس سے تقاضے میں مزید شدت پیدا ہوگی، اس سے دوسرا گناہ بھی ہوگا۔ ایسے ہی ایک نیکی کا بدلہ یہ ہے کہ دنیا میں فوراً ایک اور نیکی کرنے کو ملے گی۔ اگر آپ نے ایک نیکی کرلی تو اس کی برکت سے ایک نیکی کی اور توفیق ہو جائے گی، یہ دنیا میں نیکی کا انعام ہے۔

والدین کی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے پر عظیم الشان الہامی مضمون

ماں باپ کے حقوق کے معاملے میں بات چل رہی تھی کہ تمہارے ماں باپ خوش ہو کر دنیا سے جائیں، ان کی دعائیں لے لو، ان کی آنکھیں ٹھنڈی کردو، ماں باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ماں باپ کی آنکھوں کو ٹھنڈی کرنا، ان کو خوش کرنا کیوں فرض ہے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے دعا سکھائی ہے رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ [۱] یا اللہ ہماری ذریات اور اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیجیے۔ معلوم ہوا کہ اپنی اولاد سے آنکھوں کا ٹھنڈی ہونا ایسی پیاری چیز ہے کہ اللہ میاں دعا سکھا رہے ہیں۔ اب اگر کوئی اولاد آنکھوں کی ٹھنڈک کے بجائے دل کا عذاب بن جائے، اس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہونے کے بجائے آنکھوں میں خون اُتر رہا ہو، غم اُبھر رہا ہو کہ اس اولاد کو کہیں سے موت آجاتی، یہ کہیں بس کے نیچے دب کر مر جاتا۔ ایسا شخص جس نے اس درجہ ماں باپ کا دل دُکھایا ہو تو سوچو اس کا کیا حال ہوگا؟

اللہ تعالیٰ تو یہ دعا سکھا رہے ہیں رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ یا اللہ ہماری بیویوں کو اور ہماری اولادوں کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیجیے، قُرَّۃَ معنیٰ ٹھنڈک کے ہیں اور اَعْیُنٍ جمع ہے عَیْنٌ کی یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنادیجیے۔ معلوم ہوا کہ ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرنا اس آیت سے ثابت ہے۔

اختر پہلی دفعہ اس مضمون کو بیان کر رہا ہے، آج تک ذہن میں ہی بسا ہوا تھا کہ ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرنا اس آیت سے ثابت ہے۔ اللہ اکبر، میں قربان جاؤں اپنے رب کریم

---

[۱] الفرقان: ۷۴

پر اور اپنے ان مشایخ پر فدا ہوں جن کی جوتیاں اٹھانے کے صدقے میں اللہ تعالیٰ وقت پر ستاری فرماتا ہے اور علوم کی بھیک دے دیتا ہے۔ اب اگر کسی نے اپنے والدین کو ستایا ہے تو جلدی سے معافی مانگ لو، ماں باپ کے سامنے اپنی اکڑفوں ختم کر کے پیر پکڑ کر ان کو راضی کر لو۔

والدین کے روبرو فنائیت نفس

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ وعظ فرمایا، ارے صدیق اکبر کا وعظ سنو، صحابہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو صدیق اکبر کے اس وعظ سے اپنی ایسی حقارت محسوس ہوئی کہ ایسی فنائیت ہم کو کبھی نصیب نہیں ہوئی تھی۔ حالاں کہ ایک منٹ کا وعظ ہے، لمبا چوڑا وعظ نہیں ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ماں باپ کے سامنے کیا اکڑتے ہو، اے ماں باپ سے اکڑنے والو سنو، تم کیا ماں باپ سے اکڑتے ہو، کیوں معافی مانگنے میں دیر کرتے ہو، تم سمجھتے ہو کہ ان سے معافی مانگنے میں میری توہین اور بے عزتی ہے حالاں کہ تم باپ کی پیشاب کی نالی سے نکلے ہو بصورت منی اور ماں کی پیشاب کی نالی سے ہو کر نو مہینے ماں کے پیٹ میں اس کے حیض کے خون سے حیات پاتے ہو تو تم اپنے ماں باپ کے سامنے کیا اکڑتے ہو؟ تمہیں شرم نہیں آتی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کی پرورش کا واسطہ دے کر فرمایا کہ ماں باپ کے لیے دعا کرو۔ سبحان اللہ، ارے ذرا اس کو سمجھو میرے پیارے دوستو کہ جس اللہ کو ماں باپ کی اتنی رعایت مقصود ہو کہ ان کے لیے قرآن میں دعا کا مضمون نازل ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اولاد کو یہ سکھا رہے ہیں کہ اپنے ماں باپ کے لیے یوں دعا کیا کرو رَبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىۡ صَغِيۡرًا [۱۱] اے میرے رب میرے ماں باپ پر رحمت نازل فرما جیسا کہ بچپن میں انہوں نے ہمیں پالا تھا، سبحان اللہ۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسّی برس کے ہو کر اپنے ماں باپ کو یاد کیا اور ان کے آنسو بہنے لگے۔ بیٹیوں نے کہا کہ ابّا اتنی عمر میں آپ اپنے ابّا کو یاد کر کے رو رہے ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا کہ میں اسّی برس کا ہوں مگر اپنے

۱۱ بنی اسرآءیل: ۲۴

ابّا کے سامنے تو بچہ ہی ہوں۔ تو حضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ میرے ابّا مجھ پر یہ احسان کرتے تھے، میرے ابّا میری ذرا سی بیماری میں یوں بے چین ہو جاتے تھے، یوں دوا پلاتے تھے۔ ماں باپ کو یاد کر کے حضرت رو پڑے۔

والدین کے لیے اولاد کو دعا کرنے کی تلقین

اللہ تعالیٰ اولاد کو والدین کے لیے یہ دعا سکھا رہے ہیں رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کہ اے میرے رب رحم کیجیے میرے ماں باپ پر جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ دیکھیے یہاں اللہ نے اپنا رب ہونا بیان کیا اور اشارہ کر دیا کہ ماں باپ کی پرورش میری پرورش کا واسطہ ہے، میری ربوبیت کا دروازہ ہے، اس دروازے کی ناشکری مت کرو۔ كَمَا رَبَّيٰنِيْ جیسا کہ انہوں نے میری پرورش کی آپ کی ربوبیت کے واسطے سے، ان کے ہاتھ میں آپ کا ہاتھ پوشیدہ تھا۔ ماں دودھ پلاتی ہے اور اس کا پیشاب پاخانہ صاف کرتی ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے واسطے ہیں۔ واسطۂ نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے اللہ نے عطف کے ساتھ اس کو بیان فرمایا ہے، اُشْكُرْلِيْ وَلِوَالِدَيْكَ معطوف علیہ اور معطوف کا حکم ایک ہی ہوتا ہے یعنی جتنا شکریہ اللہ کا ضروری ہے ماں باپ کا شکریہ بھی اتنا ہی ضروری ہے، کیوں کہ معطوف علیہ اور معطوف میں فرق نہیں ہوتا۔ جملہ مفسرین، جملہ علم صرف و نحو کے قواعد کے اماموں سے پوچھ لو کہ معطوف علیہ اور معطوف کا حکم ایک ہوتا ہے۔ تو جتنا شکر اللہ کا ضروری ہے اتنا ہی شکر ماں باپ کا بھی ضروری ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ[۱۲] جس نے انسان کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اپنے اللہ کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔ لہٰذا جب کبھی ماں باپ کی نگاہ کو دیکھو کہ ذرا سا ناراض ہیں فوراً پیر پکڑ لو اور ان کے جوتے اٹھا کر سر پر رکھ لو۔ جب ماں باپ خوش ہو جائیں گے تو آسمان والے کی رحمت تمہیں گود میں اٹھا لے گی۔

---

[۱۲] جامع الترمذی: ۱۶/۲، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک، ایچ ایم سعید

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا مقامِ ادب

اسی طرح استاد کے سامنے کبھی غلطی ہو جائے تو استاد کے بھی پیر پکڑ کر معافی مانگ لو۔ میرے استاد جنہوں نے مجھے مشکوٰۃ شریف پڑھائی تھی ایک دفعہ ایک بات پر ناراض ہوگئے۔ طالب علمی کے زمانے میں کھانے پینے کے معاملے میں کچھ اسٹرائیک کا مسئلہ تھا۔ کچھ لوگوں نے کھانے پینے کے معاملے میں شکایت کردی اور میرا نام بھی اس میں درج کرادیا۔ جب مجھے پتا چلا کہ میرے دوستوں نے میرا نام خواہ مخواہ لکھوادیا ہے تو میں نے اپنے استاد حدیث کے پیر پکڑ کر رونا شروع کردیا۔ یہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کی جوتیوں کا صدقہ تھا ورنہ شاید ایسی توفیق نہ ہوتی۔ جب میں نے دیکھا کہ آج کوئی نہیں ہے تو چپکے سے گیا اور ان کے پیر پکڑ کر رونا شروع کردیا کہ آپ مجھے معاف کردیجیے، میرے بارے میں جو آپ کو اطلاع ملی ہے اس میں حقیقت تو نہیں ہے لیکن آپ کا دل زخمی ہوا، آپ کا دل غمگین ہوا، میں اس کی معافی چاہتا ہوں، آپ مجھے معاف کردیجیے۔ آج وہی استاد ہیں کہ جب میں ہندوستان گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے لیے دعا مانگنا کہ خدا مجھے سکون عطا کرے اور میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ استاد کو حسن ظن ہوا کہ اس شاگرد نے معافی مانگی تھی، میرا یہ شاگرد لائق اور ہونہار ہوگا، اس حسن ظن کی وجہ سے انہوں نے مجھ سے یہ فرمایا۔ تو میرے دوستو! کسی معمولی مسلمان کا بھی دل دُکھ جائے تو اس سے معافی مانگنے میں انتظار اور دیر مت کرو۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کی فکر آخرت

حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک عام سے شخص کو ذرا سی تکلیف پہنچ گئی۔ حضرت نے زبان سے غصے میں کچھ دو چار بات کہہ دی، حضرت کا مزاج ذرا جلالی تھا لیکن بعد میں حضرت کو تنبیہ ہوئی، خیال آیا کہ آج میں نے اس کو کچھ زیادہ کہہ دیا ہے۔ اس کا گھر ایک میل دور تھا، عصر کے بعد حضرت اس کے گاؤں گئے۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں اتنا پریشان ہوا کہ مارے پریشانی کے راستہ بھول گیا۔ جب پریشانی زیادہ ہوتی ہے تو آدمی راستہ بھی بھول جاتا ہے۔ حضرت صحیح سڑک بھول کر کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے

غروب کے وقت اس کے گاؤں پہنچے، اس کو پکڑا اور کہا کہ یہ کہہ دو کہ میں نے عبد الغنی کی خطا کو معاف کر دیا۔ ایک جاہل آدمی کے پاس اتنے بڑے عالم کے آنے سے اس کو تو پسینے آگئے۔ اس نے کہا کہ حضرت اتنے بڑے عالم ہو کر آپ یہاں آئے، آپ تو میرے باپ جیسے ہیں، اگر آپ نے کچھ کہہ دیا تو بجا کیا۔ فرمایا کہ باپ واپ کہنے سے کچھ نہیں ہو گا، قیامت کے دن عبد الغنی اور تم برابر ہو گے، وہاں میرے مولانا ہونے کا بھی کچھ فائدہ نہ ہو گا، وہاں تو اللہ پوچھے گا کہ اس کو کیوں ستایا تھا؟ اس نے کہا کہ حضرت آپ نے بلاوجہ تکلیف کی۔ کہا کہ نہیں جب تک تم یہ نہ کہو گے کہ میں نے معاف کیا میں نہیں جاؤں گا۔ جب اس نے کہہ دیا کہ اچھا میں نے معاف کر دیا تب حضرت گھر تشریف لائے۔

یہ ایک امر ہو گیا کہ اللہ کا ایک ان پڑھ بندہ جس کی کوئی وجاہت اور عزت نہیں تھی اس سے اتنے بڑے معزز عالم اور حضرت تھانوی کے خلیفہ نے معافی مانگی جس کے ہزاروں مرید تھے۔ ریاست چھتاری کے نواب، ریاست علی گڑھ کے نواب اور علی گڑھ یونی ورسٹی کے وائس چانسلر جیسے لوگ جس کے مرید ہوں، اس کے آگے بچھتے ہوں وہ ایک ان پڑھ جاہل کھیتی باڑی کرنے والے سے جا کر معافی مانگتا ہے۔ مگر اس کا انعام کیا ملا؟ رات کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، اللہ کو ایسا پیار آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور دیکھا کہ ایک کشتی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہیں اور دوسری کشتی میں حضرت نے دیکھا کہ میں بیٹھا ہوا ہوں، دونوں کشتیوں میں کچھ فاصلہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ عبد الغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس کشتی کے جُڑنے سے جو کھٹ سے آواز آئی آج تک اس کا مزہ میرے دل میں ہے۔ لہٰذا کسی عمل کو حقیر مت سمجھو، شاید وہ عمل بخشش کا ذریعہ بن جائے۔

مالی حقوق میں احتیاط برتیے

اپنے وظیفوں سے، نوافل سے زیادہ اہم اس بات کو سمجھو کہ تمہاری ذات سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے، کسی مسلمان کا مالی حق نہ مارو، کاپی کا ایک صفحہ بھی اس کے مالک کی

اجازت کے بغیر نہ نکالو، کسی دواخانے میں ہو تو اس کی دوا کی خوراک بھی نہ کھاؤ جب تک کہ اجازت نہ ہو، اگر کسی جنرل اسٹور میں ملازمت کرتے ہو تو بادام کے بوروں میں سے بھی اس کی اجازت کے بغیر بادام جیب میں نہ رکھو کہ جان بناؤں، اس سے جان بنتی نہیں بگڑتی ہے۔ غرض مالی حقوق کا خیال رکھو، کسی کا کارڈ، لفافہ اور روشنائی بھی استعمال نہ کرو، بلا اجازت کسی کی حقیر سے حقیر چیز استعمال نہ کرو، ہاں اگر یقین کامل ہو کہ اس استعمال سے ان کو خوشی ہو گی تو وہاں اجازت ہے مگر یقین ہو، ظَنُّ الْغَالِبِ أَقْرَبُ اِلَی الْیَقِیْن ہو، یہ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب کے الفاظ ہیں یعنی یقین سے قریب گمان ہو۔

گناہ گاروں سے قطع تعلق کے حکم کی وضاحت

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم دعائے قنوت میں اللہ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ نَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ [۱۳] اے خدا ہم ان کو چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتے ہیں تو آپ کیوں اپنے بیٹوں کو اپنے ساتھ لگائے ہوئے ہیں جبکہ آپ کے بیٹے داڑھی نہیں رکھتے اور نماز نہیں پڑھتے، تو آپ اللہ سے روزانہ جھوٹ بولتے ہو۔ دعائے قنوت کا یہ ترجمہ پڑھ کر بہت سے لوگ غم میں مبتلا ہو گئے، لوگوں نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، کسی نے اپنے بیٹوں کو نکال دیا۔ کاش یہ لوگ اہل اللہ اور علمائے ربانیین سے اس کی تحقیق کر لیتے کہ اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

حکیم الامت مولانا اشرف صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ میں فجور سے مراد فجور اعتقادی ہے یعنی جس کا عقیدہ خراب ہو جائے، نعوذ باللہ قادیانی، شیعہ، بدعتی وغیرہ ہو جائے یا کوئی کھلم کھلا مشرک ہو جائے اس سے تعلق ترک کرنا فرض ہو جائے گا۔

بیوی بچوں کی اصلاح میں شفقت و محبت غالب ہو

لیکن اگر کسی میں فجور عملی ہے یعنی نماز نہیں پڑھتا تو اس سے مل کر رہو، اس پر محنت کرتے رہو، دعائیں مانگتے رہو، پیار سے سمجھاتے رہو، کبھی تھوڑا سا ڈانٹ دیا، کبھی پیار کر لیا،

---

[۱۳] کنزالعمّال: ۸/۴۰، (۲۱۹۴۸)، الباب الثانی فی اوقات الصلٰوۃ وارکانھا ... مؤسسۃ الرسالۃ

کبھی ایک گال پر ایک طمانچہ مار دیا تو دوسرے گال کو پیار بھی کر لیا، کبھی ڈنڈا مارا تو ایک لڈو بھی پکڑا دیا۔ سختی نرمی دیکھ کر چلو کہ اس میں کتنی برداشت ہے، آپریشن روم میں آپریشن اسی وقت جائز ہے کہ مریض آپریشن روم سے بھاگ نہ جائے۔ اگر آپ نے پہلے ہی لمبا چھرا دکھا دیا تو وہ اٹھ کر بھاگ جائے گا۔ اس لیے پہلے عشق و محبت کا کلوروفارم سنگھاؤ، اپنے اخلاق کی بلندیوں سے اس کو اپنا ایسا دیوانہ بناؤ کہ تمہاری سختیاں اسے گلاب جامن معلوم ہوں۔ بیوی بچوں کے حقوق میں یہ تو ہے کہ ان کے نماز نہ پڑھنے، روزہ نہ رکھنے، شریعت کے خلاف چلنے پر انہیں تنبیہ کرتے رہو، دینی کتاب سناتے رہو، بچے اولاد نالائق ہیں تو ان کو کتاب بھی سناتے رہو، سختی کرو مگر اتنی نہ کرو کہ وہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائیں۔

شیخ مریدوں کو کب فیض پہنچائے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کو مرید پر سختی اس وقت جائز ہے جب مرید تمہارا اتنا عاشق ہو جائے کہ تمہاری ڈانٹ ڈپٹ میں اسے ایسا مزہ معلوم ہو جیسے بھوکے کو چپاتیاں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ ایک بات اور یاد آئی بعض لوگوں کو مولوی بننے سے پہلے ہی، اللہ والے بننے سے پہلے ہی یہ دُھن سوار ہوتی ہے کہ دعوت الی اللہ کرو۔ لیکن سنو بڑے پیر صاحب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر دعوت الی اللہ دینے والا کون ہو گا؟ یہ اتنے بڑے دعوت الی اللہ کرنے والے تھے کہ چار سو علماء ان کے وعظ میں بیٹھتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مولوی اور عالم اور وہ لوگ جو اللہ اللہ کر رہے ہیں، اللہ والے بن رہے ہیں، اپنے شیخ سے دین سیکھ رہے ہیں، اللہ کی محبت سیکھ رہے ہیں وہ کس وقت اپنا فیض دوسروں کو پہنچائیں؟ تو فرمایا کہ ایک مٹکا نل کے نیچے رکھو، اس میں قطرہ قطرہ پانی گر رہا ہے، جب مٹکا بھر کر چھلکنے لگے اب اس مٹکے سے دوسروں کو دو، پہلے اپنا مٹکا بھرو، جب مٹکا بھر کر چھلکنے لگے تو چھلکا ہوا مال دوسروں کو دو، اپنا مٹکا خالی نہ کرو۔ سبحان اللہ کیا پیاری بات فرمائی۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ جلدی سے منبر پر بیٹھ جاتے ہیں ان سے فیض بھی نہیں ہوتا۔ بقول حضرت خواجہ صاحب کے ؎

دل میں لگا کے ان کی لو کر دے جہاں میں نشر ضو
شمعیں تو جل رہی ہیں سو بزم میں روشنی نہیں

ارے پہلے اللہ سے دل میں لو لگاؤ پھر عالم میں تمہاری روشنی پھیل جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر والوں سے برتاؤ

حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب دامت برکاتہم نے حدیث کی کتابیں بھی لکھی ہیں، اس لیے ان کو ماشاء اللہ کافی حدیثیں مستحضر رہتی ہیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کو بیان فرمارہے تھے کہ دیکھیے فوج کا انتظام ہورہاہے اور جہاد کی فکر ہے، سی آئی ڈی بتارہی ہے کہ اس طرف سے دشمن تلواریں سجائے آرہے ہیں، فوجی بجٹ کا انتظام ہورہا ہے، جہاد کے سامان کی کمی ہے، ہزار طرح کے فکر و غم ہیں لیکن جب گھر میں داخل ہوتے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس کبھی اس حالت میں داخل نہیں ہوئے کہ مسکراتے نہ ہوں کیوں کہ ان کے غم بھی اللہ کی مرضی کے لیے ہیں اور مسکرا بھی اللہ ہی کی مرضی کے لیے رہے ہیں کہ میرے مسکرانے سے اللہ کے بندوں کا دل خوش ہو جائے گا۔ یہ ہے مقام نبوت۔ نبی سے بڑھ کر اللہ کے مزاج کو کون پہچان سکتا ہے۔ اتباعِ سنت کے شوقین اور عاشقین یاد رکھیں کہ اتباعِ سنت میں یہ بھی ہے کہ جب اپنے گھروں میں داخل ہو تو مسکراتے ہوئے داخل ہو، خندہ پیشانی سے داخل ہو۔ بعض لوگ باہر تو خوب گپ شپ لگاتے ہیں، دوستوں میں ہنستے ہیں، بارہ بجے رات تک ہوٹلوں میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جب گھر میں گئے تو ایسا منہ سکوڑے ہوئے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ خندہ پیشانی اور ہنسنا بولنا جانتے ہی نہیں کہ کیا چیز ہے۔ اب جو بے چاری بیویاں گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں، دن بھر تمہارا انتظار کررہی ہیں، آپ تو سینکڑوں سے دل بہلا کر آئے اور جو گھر میں پابند ہے، پردہ نشین ہے، تمہاری منتظر ہے اس کے پاس جب جاؤ تو ان کا دل بھی خوش کردو۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ لگائی تھی، الحمد للہ! میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوڑ لگانے والی سنت بھی ادا کردی۔ حضرت تھانوی نے چھوٹی پیرانی صاحبہ سے دوڑ لگائی تھی، بڑی پیرانی صاحبہ تو بوڑھی ہوگئی تھیں دوڑ نہیں سکتی تھیں لہٰذا چھوٹی پیرانی صاحبہ سے وہ سنت ادا کردی اور اس کا اعلان بھی کردیا۔ اور ہنسنے والوں اور مذاق اڑانے والوں کے بارے میں فرمایا

کہ ساری دنیا اشرف علی کو بدنام کرے اور مجھ پر ہنسے لیکن ہنستے رہو، ہم سنت کی اتباع میں ہنسنے کا خوف نہیں کرتے۔

مخلوق پر شفقت سے حصولِ مغفرت

میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ کتے کا ایک بچہ کنویں کے پاس پیاس سے مر رہا تھا، ایک بدکار عورت نے اپنا موزہ اتارا، دوپٹے سے اس کو باندھا اور کنویں سے پانی بھر کر اس پیاسے کتے کے منہ میں نچوڑا یہاں تک کہ اس کی پیاس بجھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اس عورت کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا کہ ویسے تو تو بہت بدکار اور گناہ گار تھی مگر تو نے میری ایک مخلوق پر رحم کیا، اس کے صلے میں میں تجھ پر رحم کرتا ہوں۔ حدیث پاک میں آتا ہے اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللہِ[۱۴] مخلوق اللہ کی عیال ہے۔ دوستو! تمہارے بچے کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کرے، تمہارے بچے کو کوئی پیار کرے، ٹافی دے اور سینے سے لگا کر پیار کرے تو تمہارا دل خوش ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی مخلوق سے محبت کرنے والے بندے سے محبت فرماتے ہیں۔

باطنی اخلاق کی اصلاح کے لیے صحبتِ اہل اللہ کی ضرورت

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جتنے ظاہری اعمال نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ضروری ہیں اتنے ہی باطنی اخلاقِ نبوت مثلاً تسلیم و رضا، تواضع، اپنے کو مٹانا، شہوت اور غصہ کو ضبط کرنے کو سیکھنا بھی فرض ہے۔ ظاہری اعمالِ نبوت تو کتابوں سے ملیں گے، اشراق کی تعداد، اوّابین کی تعداد، تہجد کی تعداد، مغرب کی تین رکعات وغیرہ یہ چیزیں فقہ کی کتابوں سے، حدیث کی کتابوں سے اُمّت کو عطا ہوتی ہیں اور باطنی اعمالِ نبوت مثلاً خشیتِ الٰہیہ، تواضع، فنائیت، صبر و شکر، تسلیم و رضا، اللہ کی مرضی پر راضی رہنا اور غصے پر قابو پانا جیسے باطنی اخلاق کی بلندیاں اہل اللہ کی صحبت سے عطا ہوتی ہیں۔ ظاہری اعمالِ نبوت کتابوں سے اور باطنی اعمالِ نبوت

---

[۱۴] مشکوٰۃ المصابیح: ۴۲۵، باب الشفقۃ والرحمۃ، المکتبۃ القدیمیۃ

اہل اللہ کی صحبتوں سے عطا ہوتے ہیں، اولیاء اللہ اور ان کے نائبین کی صحبتوں سے ان کے قلوب کی کیفیات منتقل ہوتی ہیں۔

جو آگ کی خاصیت وہی عشق کی خاصیت
اک خانہ بہ خانہ ہے اک سینہ بہ سینہ ہے

ایک گھر میں آگ لگ جائے تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں لگ جاتی ہے اسی طرح اللہ کی محبت کی آگ ایک سینے سے دوسرے سینے میں منتقل ہوتی ہے۔ اہل اللہ کے پاس چند روز رہ کر دیکھ لو، دلوں میں انقلاب آنے لگتا ہے، قلوب زندہ ہونے لگتے ہیں، زندوں کی صحبت سے زندہ ہونے لگتے ہیں۔ اور جو مرنے والوں کے عشق میں مبتلا ہیں، روزِ اوّل ہی سے، جب بد نگاہی کی ابتداء کرتا ہے، اسی وقت سے اس کا قلب مردہ ہونے لگتا ہے کیوں کہ یہ مردے پر فدا ہو رہا ہے، مردہ مثبت مردہ نتیجہ کیا نکلے گا؟ ٹوٹل کیا ہوگا؟ مردہ ہوگا یا نہیں؟ اور جو مرنے والا ہمیشہ زندہ رہنے والے پر مر جائے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اِنَّ مُدَاوَمَةَ ذِكْرِ الْحَيِّ الَّذِىْ لَايَمُوْتُ تُوْرِثُ الْحَيٰوةَ الَّتِىْ لَافَنَاءَ لَهَا كَمَاقِيْلَ أَوْلِيَاءُاللهِ لَايَمُوْتُوْنَ وَلٰكِنْ يَّنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارٍ اِلٰى دَارٍ[۱۵] وہ اللہ جو کبھی نہیں مرے گا اس اللہ کے ذکر کی برکت یہ ہے کہ اس کے ذکر کرنے والے کو بھی کبھی فنا نہیں، اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں بلکہ دینا کے گھر سے آخرت کے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

مخلوقِ خدا پر ظلم سے اجتناب کریں

دین کا حاصل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اور مخلوق کے حقوق میں پاس ہو جاؤ، حقوق اللہ اور حقوق العباد، دو بڑے پرچے یہ ہی ہیں، قیامت کے دن ان ہی دو حقوق کے بارے میں سوال ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوار کو دیکھا کہ وہ سواری پر بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

---

۱۵ مرقاة المفاتیح: ۱۳۸/۵، باب ذکر اللہ عزوجل، دار الکتب العلمیة، بیروت

آپ نے فرمایا کہ اتر جاؤ اِیَّاکُمْ أَنْ تَتَّخِذُوْا ظُهُوْرَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ [۱۶] اپنے جانوروں کی پیٹھوں کو منبر مت بناؤ، گھوڑوں کی پیٹھ منبر نہیں ہے، ان سے اتر کر باتیں کرو، یہ جانور اللہ نے سواری کے لیے دیے ہیں، اتنی دیر تم نے اس مخلوق پر بیٹھ کر ظلم کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ مخلوق کے حقوق میں اور اللہ کے حقوق میں بس ان دو مضمون میں دوستو! پاس ہو جاؤ، پھر میدان محشر میں مزے ہیں، ان شاء اللہ۔

اگر کبھی کسی جانور کو تکلیف پہنچ جائے تو اس کی تلافی کے لیے بھی اللہ میاں سے معافی مانگو، جانور سے معافی مانگو گے تو وہ سمجھے گا بھی نہیں۔ آپ نے بکری کو بلا قصور ایک ڈنڈا مار دیا، اب بکری کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے ہیں اور وہ میں میں کر رہی ہے۔ ارے بھائی وہ بے چاری کیا سمجھے گی، جنہوں نے اسے پیدا کیا ہے ان سے معافی مانگ لو کہ اللہ میاں اس بکری پر ظلم ہو گیا آپ معاف کر دیں۔ تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ یا اللہ ہم ضعیف ہیں، کمزور ہیں، نادان ہیں، کچھ تو فہم کی کمی ہے کہ ہم اپنی خطاؤں کا احساس نہیں کر پاتے اور کچھ احساس ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی کی طاقت اور قوت محسوس نہیں ہوتی۔ لہٰذا اے خدا آپ سے درخواست ہے کہ اپنے حقوق کی ادائیگی کی نزاکتوں کو سمجھنے کی فہم سلیم عطا فرما دیجیے اور اپنی مخلوق کے حقوق کو سمجھنے کے لیے بھی فہم سلیم عطا فرما دیجیے تاکہ جہاں کہیں ظلم اور زیادتی ہو ہمارے دل میں فوراً تنبیہ ہو جائے اور آپ کی طرف سے ہدایت آ جائے اور اس ہدایت کے بعد ہمیں توفیقِ تلافی بھی دے دیجیے اور تلافی کا طریقہ بھی دل میں ڈال دیجیے۔ اس کے لیے اہل اللہ سے مشورہ بھی کرتے رہیے۔

تو آج اس آیت پر میں کچھ عرض کر رہا تھا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اللہ کے پاس اس حالت میں جاؤ کہ پورے پورے مسلمان اور فرماں بردار ہو جاؤ۔ میرے دوستو ہم سب اس کی فکر کریں کہ ہماری آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر اور ظاہر و باطن کے جس گناہ میں ہم مبتلا ہیں ان سے جلد

[۱۶] سنن ابی داؤد: ۱/۳۳۷، باب فی الوقوف علی الدابۃ، ایچ ایم سعید

نجات حاصل کریں، اور اللہ کے اور اللہ کے بندوں کے حقوق میں جہاں جہاں کوتاہی ہورہی ہے اس کی تلافی کی فکر کریں۔

روحانی نفع شیخ سے حسنِ ظن پر موقوف ہے

ایک بات یاد آگئی، جب میں اپنے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں ہردوئی حاضر ہوا تو ہمارے شیخ کے جلالی مزاج اور ڈانٹ ڈپٹ سے بعض لوگوں کو اِشکال ہوا کہ بھائی حضرت تو بہت ڈانٹتے ہیں۔ چناں چہ یہاں بھی پاکستان میں ایک صاحب نے ہمارے دوست قرار صاحب سے کہا کہ آپ کے شیخ مولانا ابرار الحق صاحب تو بہت کڑیل ہیں یعنی سخت ہیں اور کہنے والے بھی کوئی عامی نہیں تھے صاحبِ سلسلہ تھے۔ تو قرار صاحب نے جواب دیا کہ بھائی میرا نفس بھی تو اڑیل ہے اور اڑیل نفس کو کڑیل شیخ ہی چاہیے۔ جس کا نفس شریر ہو مگر شیخ گرم نہ ہو تو اس کی اصلاح کیسے ہوگی؟ جو خود بہت زیادہ سلجھے سلجھائے ہیں وہ اپنی مناسبت کا شیخ تلاش کرلیں، جس کو جہاں اور جیسی مناسبت ہو وہیں سے فیض ہوگا، ان شاء اللہ۔ اصل فضل تو اللہ کی طرف سے ہے شیخ تو بس واسطہ ہے لیکن ایک مرتبہ جس شیخ کا دامن پکڑلو پھر اس کے بعد کوئی کتنا ہی بڑا بزرگ نظر آئے اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر ایک مجلس میں جنید بغدادی، بایزید بسطامی، امام غزالی بیٹھے ہوں اور میرے پیر حاجی امداد اللہ صاحب بیٹھے ہوں تو رشید احمد کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ شیخ سے ایسی محبت ہونی چاہیے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب فرماتے تھے کہ جس ماں نے دودھ پلایا ہو اگرچہ کالی کلوٹی ہو، چیچک زدہ ہو، منہ میں پائیریا بھی ہو اور ایک بیگم بنگلے سے خوب اچھی ساڑھی پہن کر، عطر لگا کر اور لپ اسٹک اور سرخی پاؤڈر لگا کر نکلے اور کہے کہ اے بچے تیری ماں کالی ہے، پسینے سے بدبو دار ہے، کپڑا بھی میلا ہے، منہ میں بھی بدبو ہے اور میں خوشبو لگا کر آئی ہوں، مجھے دیکھ اور میرا بیٹا بن جا، میرے پاس آجا۔ تو حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نے فرمایا کہ بچہ کہے گا کہ میری ماں کالی کلوٹی صحیح لیکن میری پرورش اسی کے دودھ سے ہوئی ہے، میرے

اعضاء کی نشوونما اسی کی گود میں ہوئی ہے، میں اس کو چھوڑ کر تمہارے پاس نہیں آسکتا۔ میرے دوستو! جس شیخ سے تربیت ہوئی ہو، جس استاد سے تربیت ہوئی ہو ساری زندگی اس کے ممنون رہو، کتنے ہی کامل ہو جاؤ شیخ سے استغناء جائز نہیں۔

تکدرِ شیخ کا وبال

مولانا رومی نے فرمایا کہ ایک بزرگ کے خلیفہ صاحب کی دوکان زیادہ چل گئی تو شیخ سے مستغنی ہو گئے، ان کے یہاں مرید زیادہ آنے لگے، شیخ کے یہاں مرید کم ہو گئے، ان میں کوئی علمی کمال رہا ہو گا۔ اگر شیخ کے مریدوں کی تعداد سو دو سو تھی تو ان کے مرید ایک ہزار ہو گئے۔ اب خلیفہ صاحب کے دماغ میں شیطان پہنچ گیا۔ مولانا رومی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ شیطان نے کہا کہ بھائی تم تو اپنے شیخ سے بڑھ گئے، لہٰذا اب ان کی ضرورت نہیں ہے، اب تو شیخ بھی تم سے آکر فیض حاصل کرے گا، لہٰذا اس نے شیخ کے پاس آنا جانا بند کر دیا، مرید کی اس حرکت سے شیخ کو رنج پہنچا۔ مولانا رومی نے فرمایا کہ شیخ کے تکدر کا یہ اثر ہوا کہ قلب سے ان کے چاند کے انوار آہستہ آہستہ زائل ہونے لگے یہاں تک کہ دل کا چاند تاریک ہو گیا، جیسے چاند کا وہ زمانہ جب سورج اور چاند کے درمیان زمین کا گولا حائل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے سورج کی روشنی چاند پر نہیں پڑتی اور چاند بے نور ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کبر و نفس کا گولا، نفس کی اور کبر کی دنیا اس خلیفہ کے دل پر ایسی حائل ہوئی کہ شیخ کا جو فیض اس کے قلب پر پڑ رہا تھا اس فیض کی شعاعوں کا راستہ بند ہو گیا اور دل کا چاند بے نور ہو گیا، اس غم سے اس کا ہارٹ فیل ہو گیا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔

شیخ کے ناز اٹھانے کا انعام

تو میں عرض کر رہا تھا کہ ہردوئی میں بعض دوستوں نے کہا کہ بھائی حضرت مولانا ابرار الحق صاحب نے بہت ڈانٹا ہے۔ غلطی پر حضرت بہت ڈانٹتے ہیں۔ تو میں نے کہا کہ خطا کرنے پر تو تھانہ بھون میں حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بھی بہت

ڈانٹ پڑتی تھی۔ خواجہ صاحب کو کتنی ڈانٹ پڑی لیکن اس ڈانٹ کے صدقے میں کیا چمکے۔ اب اس ڈانٹ کا انعام بھی سن لو۔ حضرت خواجہ صاحب اپنے شیخ حضرت تھانوی سے خوب ڈانٹے اور رگڑے گئے لیکن اس کا انعام یہ ملا کہ جب خواجہ صاحب اعظم گڑھ تشریف لے گئے تو حضرت تھانوی کے پانچ عالم خلفاء خواجہ صاحب کے سامنے باادب بیٹھے ہوئے تھے، ایک گریجویٹ، بی اے کے سامنے مولانا شاہ عبد الغنی صاحب، ڈاکٹر عبد الحی صاحب، مولانا سید سلیمان ندوی صاحب، مولانا شاہ ابرار الحق صاحب اور مولانا شاہ وصی اللہ صاحب۔ اتنے بڑے بڑے خلفاء ادب سے بیٹھے ہوئے ہیں اور خواجہ صاحب میرِ مجلس بنے ہوئے ہیں ۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے کا یہ انعام ملا کہ علماء کے سامنے مجلس کر رہے ہیں۔ دوستو! یہ سمجھ لیں کہ اگر اللہ کے لیے شیخ کی ڈانٹ برداشت کر لی تو ان شاء اللہ میدان محشر میں خدا کی ڈانٹ سے وقایہ ہو جائے گا۔ اللہ کی رحمت کے بھروسہ پر آپ کو ایک امید دیتا ہوں، میں دلیل اور علمی بحث کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں لیکن وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا [۱۷] کے اندر یہ ضرور داخل ہے کہ جس نے اللہ کے لیے مجاہدہ کیا، غم اٹھایا اور اپنی آبرو داؤ پر لگائی تو ان شاء اللہ ایک دن دنیا اس کے پیچھے پھرے گی کیوں کہ اصل میں یہ تعلق اللہ ہی کے لیے کیا ہے، شیخ کو اللہ ہی کے لیے پکڑا ہے، اللہ کے راستے میں بظاہر اس کی عزت پامال ہوئی، لیکن خواجہ صاحب فرماتے ہیں ۔

عشق کی ذلت بھی عزت ہوگئی
لی فقیری بادشاہت ہوگئی

جنہوں نے اپنے شیخ کے ناز اٹھائے، مخلوق ان کے پیچھے پیچھے پھری۔ لہٰذا اللہ والوں کی ڈانٹ اور سختی کو نعمت سمجھو اور یہ سمجھو کہ اب آگیا زمانہ عشق کی تکمیل کا، تکمیلِ عشق و محبت تب ہی ہوتی ہے جب تلخیاں آتی ہیں، حلوہ کھا کر کوئی عاشق نہیں ہوتا، بلاؤں سے محبت کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وقت کو مبارک گھڑی سمجھو جب شیخ تمہارے نفس کا رگڑا لگا رہا ہو، ڈانٹ رہا ہو

۱۷؎ العنکبوت:۶۹

اور تم خوش ہو جاؤ کہ ان شاء اللہ اب نفس کی ساری اکڑ فوں ختم ہو جائے گی، جب نفس کی دیوار ہٹ جائے گی تب اللہ نظر آئیں گے۔ دوسری چیز یہ ہے کہ شیخ کے بارے میں حسنِ ظن رکھو۔ جب عام مسلمانوں کے ساتھ حسنِ ظن رکھنے کا حکم ہے تو شیخ کے لیے تو بدرجہ اولیٰ ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کی مخلوق پر شفقت

میں نے اپنے دوستوں کے سامنے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کا ایک واقعہ پیش کیا۔ ایک دن حضرت وضو کر رہے تھے تو وضو کرتے ہوئے اس جگہ سے اٹھ گئے اور دوسری جگہ جاکر وضو فرمایا پھر تھوڑی دیر میں وہاں سے بھی اٹھ گئے اور تیسری جگہ جاکر وضو مکمل کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ حضرت آپ جہاں پہلے بیٹھے تھے وہاں سے اٹھے اور دوسری جگہ بیٹھ گئے پھر وہاں سے بھی اٹھے اور تیسری جگہ بیٹھ گئے یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جہاں میں پہلی جگہ پر بیٹھا تھا وہاں چیونٹیاں تھی، اگر میں وضو کرتا تو میرے وضو کے پانی سے چیونٹیاں جو کہ آپس میں رشتہ دار ہوتی ہیں ادھر ادھر بہہ جاتیں، ان میں تفرق پیدا ہوتا اور ان کو غم ہوتا۔ دوسری جگہ جب گیا تو اس وقت تو نظر نہیں آیا لیکن اچانک نظر پڑی کہ وہاں بھی چیونٹیوں کی قطار ہے تو چیونٹیوں میں رشتہ داریاں ماں باپ بھائی بہن کے تعلقات ہوتے ہیں، وہ ایک سے ایک مل کر چلتی ہیں لہٰذا ان میں آپس میں جدائی ڈالنا مجھے گوارا نہ ہوا، اگر وہ وضو کے پانی میں بہہ جاتیں اور مر جاتیں تو کیا ہوتا؟ اس لیے مجھے یہ خیال ہوا کہ ان کو میری ذات سے غم نہ پہنچے لہٰذا میں تیسری جگہ پہنچا جہاں کوئی چیونٹی نہیں تھی۔ تو میں نے کہا کہ دوستو جو اللہ والا چیونٹیوں کو بھی غم نہ دینے کا روادار ہو اور چیونٹیوں کے دل دُکھانے اور غم زدہ کرنے کو جائز نہ سمجھتا ہو کیا وہ تمہیں اس لیے ڈانٹتا ہے کہ تم کو ذلیل کرے، تمہارے دل کو دُکھائے؟ ارے وہ تمہیں اللہ کے لیے ڈانٹتا ہے تاکہ تم اللہ والے بن جاؤ۔

راہِ خدا میں غیر اختیاری تکالیف نعمت ہیں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کو غصہ آگیا اور وہ اپنے جھولے میں رکھی ہوئی سونے کی اشرفی سے جو پانچ تولے کی ہوتی ہے تمہیں مار رہا ہے، کبھی تمہارا کان کٹ رہا ہے، خون بہہ رہا ہے اور کبھی کمر میں چوٹ لگ رہی ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ

ارے بھائی مارے جا، انجکشن لگوالوں گا، ہسپتال میں داخل ہو جاؤں گا، لیکن آج کم از کم ایک ہزار اشرفی تو مار دے۔ تو دولت کے نشے میں آپ کو نہ خون نظر آرہا ہے، نہ منہ سے اُف نکل رہی ہے، اُف بھی نہیں کہتے ہو بلکہ کہتے ہو ۔

آفریں بر دست و بر بازوئے تو

ارے تیرے ہاتھ پر قربان ہو جاؤں، جس ہاتھوں سے تو مجھے اشرفی کی چوٹ دے رہا ہے۔ تو یہ بھی دیکھو کہ وہ اللہ والا کون ہے جو تمہیں چوٹ دے رہا ہے۔

اب ایک بات کا اعلان کرتا ہوں کہ اللہ کے راستے میں کسی بھی معاملے میں آپ سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچ جائے، چاہے وہ اللہ والے ہوں یا اپنے بھائی ہوں، تو اس کی تلافی نہ کرنے کی نفس کی اکڑ فوں کو ختم کر دو اور معافی مانگنے کی تکلیف کو گوارا کرو، چاہے کتنے ہی دن گزر گئے ہوں، اس سے جا کر معافی مانگ لو۔ یہ باتیں بڑے کام کی ہیں۔

غصّے کا علاج

اور غصّے کے علاج کے بارے میں مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ غصے کا علاج یہ ہے کہ جس پر غصّہ آئے اس کا پیر پکڑ کر اس سے معافی مانگ لیا کرو۔ ایک عالم نے لکھا تھا کہ جب مجھے غصّہ آتا ہے تو بخاری بھی یاد نہیں رہتی، غصّے کے بارے میں ساری حدیثیں بھول جاتا ہوں حالاں کہ بخاری پڑھاتے تھے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر اس وقت یاد نہیں رہتی تو جب غصّہ اتر جائے اس وقت جا کر اس کے پیر پکڑ کر معافی مانگ لیا کرو۔ اور اگر ایک دو مہینے ایسا کرنے پر پھر بھی غصّے کے مرض میں کمی نہ ہو تو جس پر بے جا غصّہ آیا اور اس کو برا بھلا کہہ دیا تو اس کے جوتے کو الٹی طرف سے سر پر پانچ منٹ رکھو، اس کا نام دوائے سینک ہے۔ اگر غصے کا سرسام ہے تو سرسام میں کیا ہوتا ہے؟ سِکائی ہوتی ہے یا نہیں؟ ان شاء اللہ چند دن میں ٹھیک ہو جاؤ گے۔

اکابر کی اپنے مشائخ سے محبت کے انداز

بنگلہ دیش میں حکیم الامت تھانوی کے خلیفہ حافظ جی حضور دامت برکاتہم نے

میرے شیخ سے فرمایا کہ میرے اندر ایک ایسی بیماری تھی جس سے حضرت تھانوی ناراض ہوگئے اور مجھے ایک طمانچہ مارا۔

اسی طرح ایک شخص کو عیسائی ہونے کا وسوسہ آرہا تھا۔ اس شخص کو میں نے دیکھا ہے۔ پہلے تو کتابوں میں پڑھا تھا کہ ایک صاحب نے حضرت تھانوی سے کہا کہ مجھے عیسائی ہونے کا وسوسہ آتا ہے تو حضرت نے ان کو دلائل سے سمجھایا کہ عیسائی مذہب باطل ہے اور اسلام کے سوا کوئی دین مقبول نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ حضرت آپ کی کوئی تقریر دل میں نہیں اُترتی۔ تین چار دن تک حضرت نے سمجھایا، اس نے کہا کہ حضرت آپ کی تقریر کا کوئی اثر مجھ پر نہیں ہورہا ہے، بس میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ تو حضرت نے ایک زوردار طمانچہ مارا کہ پوری خانقاہ گونج گئی اور اس کا منہ پھر گیا، طمانچہ زور کا لگتا ہے تو منہ پھر جاتا ہے، جب منہ پھِرا تو خود بھی پھِر گیا، دور چلا گیا اور دو تین گھنٹے کے بعد آیا اور کہا کہ حضرت وسوسہ ختم ہوگیا ہے، اب عیسائی ہونے کو بالکل دل نہیں چاہتا، واللہ خدا کی قسم ایسا ایمان ملا کہ پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔

میرے دوستو! نبوت کے ہاتھ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى [۱۸] اے میرے نبی آپ نے کافروں کی طرف مٹھی میں جو مٹی بھر کر پھینکی تو یہ آپ نے نہیں پھینکی یہ تو میرا ہاتھ تھا، آپ کے دستِ نبوت میں دستِ اُلوہیت پوشیدہ تھا۔ تو اولیاء اللہ کے ہاتھوں کو کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عَلٰى سَبِيْلِ النِّيَابَة کرامت عطا ہوجاتی ہے، کرامت ان کے اختیار میں نہیں ہے لیکن یہ اللہ کے نبی کے نائبین ہیں لہٰذا حق تعالیٰ کی طرف سے عَلٰى سَبِيْلِ النِّيَابَة ان کے ہاتھ پر کبھی یہ کرامت ظاہر ہوجاتی ہے۔ لہٰذا اس شخص نے حضرت تھانوی سے کہا کہ مجھے اب عیسائی ہونے کا وسوسہ نہیں آتا۔ تو مجھے خیال آتا تھا کہ کاش میں اس شخص کو دیکھتا۔

سن ۱۹۵۱ء میں جب میں مدرسہ بیت العلوم سرائے میر اعظم گڑھ میں پڑھ رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک معذور بڈھا کسی کی گردن پر بیٹھا ہوا چلا آرہا ہے۔ اس نے پوچھا کہ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب کہاں ہیں؟ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ کہا کہ میں تمہارے شیخ کا پیر بھائی ہوں۔ میں نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہیں؟ تو سہارنپور کے کسی دور دراز علاقے کا

---

۱۸ الانفال:۱۷

نام بتایا۔ جب وہ حضرت سے ملا تو اس نے کہا کہ حضرت آپ جانتے ہیں کہ میں کون ہوں؟ آپ نے حضرت تھانوی کے ملفوظات میں پڑھا ہوگا کہ ایک آدمی تھانہ بھون میں رہتا تھا جس نے کہا تھا کہ مجھے عیسائی ہونے کا وسوسہ ہے اور جس نے حکیم الامت کا طمانچہ کھایا تھا، جس کو اس طمانچے سے ایمان نصیب ہوگیا تھا، وہ میں ہی ہوں۔ حضرت پھولپوری اٹھے اور بہت دیر تک اس کے گلے لگ کر روئے کہ تم میرے پیر بھائی تو ہو لیکن تمہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ میرے شیخ کا طمانچہ نصیب ہوا ہے۔

ایک شخص حضرت میاں جی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ان کی قبر کی زیارت کے لیے گیا، فاتحہ پڑھنے کے بعد پوچھا کہ قصبے میں میاں جی نے کسی کو پڑھایا ہے، میں اس کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ میاں جی حضرت نور محمد صاحب، حاجی امداد اللہ صاحب کے شیخ تھے، حضرت حاجی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں بشارت کی وجہ سے میاں جی نور محمد صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ تو اس شخص نے سوچا کہ اگر میں اتنی بڑی شخصیت سے نہیں مل سکا تو کم از کم ان کے شاگرد ہی کو دیکھ لوں۔ معلوم ہوا کہ اس وقت اور کوئی شخص نہیں ہے البتہ ایک ہندو بنیا ہے۔ تو وہ اسی کو دیکھنے چلے گئے۔ عشق بھی عجیب ظالم شے ہے۔ جب اس بنیے کو دیکھنے گئے تو اس سے پوچھا کہ تو نے بچپن میں میاں جی نور محمد صاحب سے پڑھا تھا؟ کہا کہ ہاں انہوں نے ہم کو اُردو پڑھائی تھی۔ پوچھا کہ تجھے کبھی مارا بھی تھا؟ کہا کہ ہاں مارا تھا، پیٹھ پر ابھی تک چوٹ کا نشان ہے۔ کہا کہ کھول تو پیٹھ۔ جب پیٹھ کھولی تو چوٹ کے نشان کو بوسہ دے رہے ہیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وطن تھانہ بھون سے ایک شخص جو میونسپلٹی کا ہندو بھنگی تھا، جھاڑو دیتا تھا، بانیِ دیوبند مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے قصبے گیا۔ مولانا قاسم صاحب نانوتوی نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ میں تھانہ بھون سے آیا ہوں۔ بس حضرت نے فوراً اپنے ہاتھوں سے چارپائی بچھائی اور اس پر بستر لگایا، خادموں اور شاگردوں سے نہیں کہا، خود اپنے ہاتھ سے سارا بندوبست کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ ایک ہندو بھنگی کی اتنی عزت کیوں کررہے ہیں؟ فرمایا کہ اے ظالم تیری نظر تو اس کے ہندو اور بھنگی ہونے پر ہے اور میری نظر اس پر ہے کہ یہ میرے شیخ کے وطن سے آیا ہے، اس

کو میرے شیخ سے نسبت ہے۔

میرے دوستو! تعجب ہے ان حاجیوں پر جو مکہ و مدینہ سے واپس آکر اللہ کے اس پیارے شہر اور رسولِ خدا کے اس پیارے شہر اور شہر والوں کی شکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یہ کر دیا وہ کر دیا۔ ان میں مجنوں جیسی محبت بھی نہیں ہے جو لیلیٰ کی گلی کے کتے کا بھی ادب کرتا تھا۔ اور تم اللہ کے شہر مکے والوں اور نبی کے شہر مدینے والوں سے لڑ جھگڑ کر آتے ہو اور اس پر فخر کرتے ہو کہ میں نے اُن کو ایسا مارا، اپنی طاقت دکھاتے ہو، کیا نادانی کی باتیں ہیں۔

تو میں حافظ جی حضور کا واقعہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت حافظ جی حضور نے میرے شیخ ثانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب سے فرمایا کہ مجھے حکیم الامت نے ایک غلطی پر طمانچہ مارا تھا۔ پھر فرمایا کہ کاش مجھے شیخ تھانوی دو چار تھپڑ اور مار دیتے تو میں انسان بن جاتا۔ یہ سن کر میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی حضور! ایک طمانچے سے تو آپ کا یہ حال ہو گیا کہ بنگلہ دیش میں جدھر سے آپ کی کار گزرتی ہے تو جگہ نہیں ملتی، لاکھوں کا مجمع آپ کی کار کو گھیر لیتا ہے، اتنی مقبولیت ہوگئی کہ راستہ ہی مشکل سے ملتا ہے، اگر دو چار تھپڑ پڑ جاتے تو پتا نہیں کیا ہوتا؟ آپ زمین پر نہ رہتے۔ بس یہ چیزیں راز کی ہیں۔ اللہ والوں کی ڈانٹ اور ان کی سختیوں کو برداشت کر لو اور ان کے دامن کو مضبوط پکڑ لو، ان شاء اللہ ان اللہ والوں سے ایک دن آپ کو بھی اللہ مل جائے گا۔

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

دین اللہ والوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا

اختر اپنے تجربے کی بات پیش کرتا ہے، سارے اولیاء کا اجماع ہے کہ دین سیکھنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت، ان سے تعلق اور ان کے پاس آنا جانا رکھیے، ان شاء اللہ اس طریقے سے آہستہ آہستہ آپ کا دل بن جائے گا۔ بس جس کو جہاں مناسبت ہو وہاں جائے، الحمد للہ بہت سارے اکابر موجود ہیں، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مفتی

رشید احمد صاحب دامت برکاتہم، مولانا رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم، یہ سب اکابر ہیں اور بھی بہت سے اکابر اور مشائخ ہیں، ملتان میں مولانا حاجی شریف صاحب دامت برکاتہم، پشاور میں مولانا فقیر محمد صاحب دامت برکاتہم، جلال آباد میں مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم، ہردوئی میں مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم غرض جگہ جگہ اکابر موجود ہیں، میں ان سب کا استیعاب نہیں کر سکتا، جس کو جہاں مناسبت ہو اس اللہ والے کا دامن پکڑ لے۔

جب کسی سے لو لگالی جائے گی
تب ہی آشفتہ خیالی جائے گی

جب تک کسی اللہ والے کا ہاتھ نہ پکڑ لو خیالات پریشان رہیں گے اور یکسوئی اور سکون حاصل نہیں ہوگا۔

مجھے سہل ہو گئیں منزلیں کہ ہوا کے رخ بھی بدل گئے
تیرا ہاتھ ہاتھ میں آگیا تو چراغ راہ کے جل گئے

کیا بتاؤں؟ اگر ایک ہزار برس کی زندگی اختر کو مل جائے اور اللہ والوں کے فیوض اور برکات کو بیان کرنے کا موضوع مجھے دیا جائے تو مضمون ختم نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کی صحبت کے کمالات اور برکات کے بیان کا احاطہ نہیں ہو سکتا، بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ خود تجربہ کر لو۔

سچے اللہ والوں کی تلاش سے مایوس نہ ہوں

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کی بات پر یقین نہ آئے اور تم یہی سمجھتے ہو کہ یہ پیری مریدی یہ سب کھانے کمانے کے چکر ہیں، خانقاہوں میں سب نذرانے اور دوکانداریاں ہیں، تو ایسا کرو کہ چند دن ان کے پاس بیٹھ کر دیکھ لو۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ دریا میں موتی کی تلاش میں غوطہ ماریں تو دو چار غوطوں میں آپ کے ہاتھ کنکر اور پتھر لگ جائیں لیکن ان کنکروں اور پتھروں سے بدگمانی کی وجہ سے یہ نہ سوچو کہ دریا میں موتی ہی نہیں ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

گر تنگ دریا گہر با سنگ ہاست
فخرہا اندر میان ننگ ہاست

ارے دریا کی گہرائیوں میں، سنگ ریزوں میں، کنکروں اور پتھروں میں موتی چھپے ہوئے ہیں، انہی پتھروں میں، چھوٹے چھوٹے کنکروں میں ہاتھ مارتے رہو ایک دن ان شاء اللہ موتی ہاتھ میں آجائے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ہم دو چار پیروں کے پاس گئے لیکن ہمیں تو سب ٹھگ ملے، جہاں گئے انہوں نے کچھ دن کے بعد کہا کہ لاؤ بکرا، کیا مرغی نہیں لائے؟ خالی ہاتھ آئے ہو تو خالی ہاتھ جاؤ گے۔ ہمیں تو سارے جیب کاٹنے والے ہی ملے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مایوس نہ ہو، تلاش جاری رکھو، دو چار سے دھوکا کھا گئے تو دنیا اہل اللہ سے خالی نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے **كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ**[۱۹] کاملین کے پاس رہو۔ اس آیت کی وجہ سے خدا پر قیامت تک کاملین پیدا کرنا احساناً ضروری ہو گیا ہے، کیوں کہ خدا یہ حکم دے کہ کاملین کے پاس رہو اور دنیا میں کاملین نہ ہوں تو قرآن غلط ہو جائے گا یا نہیں؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ قیامت تک کاملین پیدا کرتے رہیں گے۔

اگر دو چار مرتبہ غلط جگہ ہاتھ پڑا اور آپ کو چند غلط لوگ مل گئے تو اس کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بڑی پیاری مثال دے رہے ہیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ صاحب مجھے تو دو چار ایسے ہی گڑبڑ پیر ملے ہیں، میرا تو دل ٹوٹ گیا۔ تو فرمایا کہ اگر کوئی نوجوان جس کو اعلیٰ درجے کی جوانی کی طاقت ہو اس کا دو چار جگہ رشتہ لگے اور ٹوٹ جائے، دو چار آدمیوں نے رشتہ لگانے کے بہانے اس کی جیب سے کچھ کھالیا ہو کہ لائیں مٹھائی کا ڈبہ دیں پھر شادی کراؤں گا۔ تو کیا وہ دو چار سے دھوکا کھا کر بیٹھ جاتا ہے کہ اب شادی ہی نہیں کروں گا یا کچھ عرصے بعد نئے عزم سے رشتے کی تلاش میں لگ جاتا ہے؟ دیکھو بھائی حضرت نے کیسی نبض پکڑی؟ واہ رے حکیم الامت! ارے میاں حکیم الامت کے ہاتھ میں نبض الامت ہوتی ہے، نبض کی رفتار سے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ محض سستی اور نادانی کی باتیں ہیں۔

بس اب دعا کرلو کہ اللہ تعالیٰ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت

۱۹؎ التوبۃ:۱۱۹

برکاتہم کو صحت و عافیت نصیب فرمائیں، ہمارے جملہ مشائخ کی عمر میں خصوصاً ہمارے شیخ اور جملہ خدّام دین کی عمر میں اللہ تعالیٰ برکت نصیب فرمائیں۔ جتنے حاضرین کرام ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کی جائز حاجتوں کو پوری فرمائیں، ہر ایک کا دکھ درد، فکر و غم دور فرمائیں، ہر ایک کو اپنے ایمان و محبت کی چاشنی اور حلاوت نصیب فرمائیں، ہر ایک کی اصلاح کی تکمیل فرمائیں، ہر ایک کے جملہ اعضاء کو نافرمانی سے بچائیں اور سو فی صد اپنا فرماں بردار بنائیں۔

یا اللہ ہمیں سو فی صد اپنا پسندیدہ اور اپنی مرضی کا غلام بنائیے اور سو فی صد اپنی نافرمانی سے احتیاط کی توفیق تشریعاً اور تکویناً ہمارے لیے مقدر فرمائیے۔ یا اللہ شرعی طور پر ہمیں گناہوں سے بچنے کا اہتمام نصیب فرمائیے لیکن اگر ہماری نالائقی کی وجہ سے ہم سے تقویٰ کے اہتمام میں کوتاہی ہورہی ہے تو تکویناً آپ ہماری حفاظت فرمائیے اور ہمیں تقویٰ کی توفیق بخش دیجیے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

اشکوں کی بُلندی

خُداوندا مجھے توفیق دے دے
فِدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی
کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اخترؔ

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص وطمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کرکے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء و اظہار، معروف و مجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات و معاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت و پریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر و ثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب و روز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب و مباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر و شرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

انسان پر دنیا میں سب سے پہلا احسان اس کے والدین کا ہوتا ہے۔ جو والدین کا احسان مند نہیں ہوتا وہ اللہ کا احسان مند بھی نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بندوں کو والدین کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ باقی سب گناہوں کی سزا تو آخرت میں ملے گی لیکن والدین کو ستانے کا عذاب دنیا میں بھی ملے گا اور آخرت میں بھی۔ اس کے برعکس جس نے اپنے ماں باپ، اساتذۂ کرام اور بزرگانِ دین کو خوش رکھا، ان کا دل نہ دُکھایا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں بھی عزت سے رکھا، خوشیاں دکھائیں اور آخرت کی کامیابیاں بھی عطا فرمائیں۔ دنیا میں جس کو جو نعمتیں ملی ہیں وہ اپنے بڑوں کے ادب ہی سے ملی ہیں۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''والدین اور مشائخ کا ادب'' میں فرماتے ہیں کہ سارے اولیاء کا تجربہ ہے کہ والدین اور مشائخ کے ادب کی راہ صرف اور صرف وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو دین سیکھنے کے لیے اللہ والوں کی صحبت اختیار کرتے ہیں، ان سے تعلق قائم رکھتے ہیں اور ان کے پاس آنا جانا رکھتے ہیں۔

www.khanqah.org

AW139